ب۔ قرآنِ مجید کی حفاظت کا ذمہ ______ نے لیا ہے۔

ج۔ اسوۂ حسنہ ______ کی سیرت کو کہا جاتا ہے۔

د۔ اس دنیا میں صرف ______ کی سیرت ہے جو مکمل طور پر محفوظ ہے۔

ہ۔ حدیث شریف کے مطالعے کے بغیر ______ پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

ز۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی کتاب ______ صدی ہجری میں لکھی گئی۔

ح۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو ______ قرار دیا ہے۔

ط۔ دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ______ ہے۔

ی۔ بے شمار لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اور ______ کی وجہ سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

سوال نمبر 4۔ درج ذیل فقرات میں سے درست اور غلط کی نشاندہی کریں۔

الف۔ عرب کے جاہل معاشرے میں قرآنِ مجید اور سیرت النبیؐ نے انقلاب برپا کر دیا تھا۔ ______

ب۔ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی، گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ ______

ج۔ عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیرت پر پہلی کتاب لکھی۔ ______

د۔ اب تک تمام انبیاء کرام کی سیرت محفوظ ہے۔ ______

ہ۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں تفصیلی معلومات ہمیں قرآنِ مجید سے ملتی ہیں۔ ______

و۔ اسلام کے ماننے والوں کی تعداد دو ارب سے زائد ہے۔ ______

ز۔ اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ ______

ح۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی اخلاقی بیماریوں کا علاج سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ ہے۔ ______

سرگرمی

معلم/معلمہ، طلباء/طالبات پر "سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے موضوع پر تقریری مقابلہ کروائے۔

باب چہارم

قرآنی آیات (ترجمہ و تشریح)

تدریسی مقاصد

اس سبق کے پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ قرآن مجید کی منتخب آیات کی روشنی میں سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف درخشاں پہلوؤں کا مطالعہ کر سکیں اور اولین مسلم معاشرے کی رہنما اصولوں کی روشنی میں اپنے معاشرے کے سُدھارنے کی تدبیر کر سکیں۔

۲۔ قرآن مجید کی منتخب آیات و سورتوں کا مطالعہ کرتے ہوئے قرآن مجید کے لیے اپنے ذوق مطالعہ کو وسعت دیتے ہوئے آیات قرآنی پر غور و فکر کی عادت کو پختہ کر سکیں۔

سورۃ یٰسٓ: آیت نمبر ۸۱

اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؕ بَلٰی ٭ وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ۝

ترجمہ:

بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ ان کو پھر ویسے ہی پیدا کر دے۔ کیوں نہیں۔ اور وہ تو سب کچھ پیدا کرنے والا کامل علم والا ہے۔

CS CamScanner

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ بعث بعد الموت کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین جیسی بڑی مخلوقات کو پیدا کیا جو اس کی قدرت وطاقت کی وسعت کی علامت ہے تو کیا وہ انسانوں کو موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو پیدا کیا۔ زمین اور اس کے اندر کی سب چیزوں کو بھی اسی نے بنایا۔ پھر اتنی بڑی قدرتوں والا انسانوں جیسی چھوٹی مخلوق کو پیدا کرنے سے عاجز آجائے گا، تو یہ عقل کے خلاف ہے۔ جیسے فرمایا:

''آسمان وزمین کی پیدائش انسانی پیدائش سے بہت بڑی اور اہم ہے'' (المؤمن: ۵۷)

یعنی آسمان اور زمین جیسی بڑی مخلوقات کو پیدا کرنا اگر اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے تو انسان جیسی نسبتاً چھوٹی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنا تو یقیناً آسان ہوگا۔

جیسے ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے لوگ پیدا کردے۔ اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں۔ تو ظالم انکار کیے بغیر نہ رہ سکے۔''

(بنی اسرائیل: ۹۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دانا، بینا اور ذرے ذرے سے واقف ہے۔ زمین وآسمان کی ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہمیں ہر وقت اس کی بڑائی بیان کرتے رہنا چاہیے۔

آیت نمبر ۸۲:

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝

ترجمہ:

اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

تشریح:

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت کی خاص طاقت وصفت کا تذکرہ کیا گیا ہے یعنی وہ تو جو کرنا چاہتا ہے، اس کا صرف حکم دے دینا کافی ہوتا ہے۔ اگر انسانوں کو کوئی چیز تیار کرنی ہو تو تیار کرنے سے پہلے اس کے تمام اجزاء کو اکٹھا کرنا پڑتا ہے تو وہ چیز وجود میں آتی ہے، اگر ان اجزاء میں سے کوئی ایک بھی شے نہ ملے تو انسان خواہ کتنا بھی ماہر ہو، اس چیز کو نہیں بنا سکتا۔ اس کے علاوہ کئی کام ایسے ہوتے ہیں جو انسان کے بس سے باہر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ ایسی ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو کوئی چیز تیار کرنی ہو تو صرف وہ حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہو جا، تو وہ چیز تیار ہو جاتی ہے۔ انسان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش بھی اسی طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو جب پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا صرف حکم ہی کافی ہوتا ہے۔ تو اگر وہ ایک مرتبہ انسان اور دوسری مخلوقات کو صرف اپنے حکم سے پیدا کر سکتا ہے تو دوسری دفعہ پیدا کرنا اس کے لیے کب مشکل کام ہے۔

ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔ دنیا اور اس کائنات کا ہر کام اس کے حکم سے ہی ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں قریباً بارہ مقامات پر یہ بات تکرار کے ساتھ آئی ہے کہ:

إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

مسند احمد کی حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! تم سب گنہگار ہو، مگر جسے میں معاف کر دوں گا۔ تم مجھ سے معافی طلب کرو، میرا وعدہ ہے کہ تمہیں معاف کر دوں گا۔ تم سب فقیر ہو مگر جسے میں غنی کر دوں۔ میں جواد ہوں، میں ماجد ہوں، میں واجد ہوں۔ جو چاہتا ہوں، کرتا ہوں۔ میرا انعام بھی ایک کلام ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلام ہے۔ میں جس چیز کو کرنا چاہتا ہوں، کہہ دیتا ہوں کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

سورۃ الشوریٰ: آیت نمبر ۲۳

ذَٰلِكَ ٱلَّذِى يُبَشِّرُ ٱللَّهُ عِبَادَهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ ۗ
قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا ٱلْمَوَدَّةَ فِى ٱلْقُرْبَىٰ ۗ وَمَن يَقْتَرِفْ
حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُۥ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

CS CamScanner

ترجمہ:

یہی وہ انعام ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور (سنت کے مطابق) نیک عمل کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی، جو شخص کوئی نیکی کرے ہم اس کے لیے اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھا دیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت قدر دان ہے۔

تشریح:

اس سے پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ جنت کی نعمتوں کا ذکر کر کے یہاں بیان فرما رہا ہے کہ ایمان دار نیکوکاروں کو جنت کی بشارت ہو۔ پھر اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرماتا ہے قریش کے مشرکین سے کہہ دو کہ میں تبلیغ و دعوت اور وعظ و نصیحت کی کوئی اجرت تم سے نہیں مانگتا۔ البتہ ایک چیز کا سوال ضرور ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری ہے اس کا لحاظ کرو۔ اگر تم میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو تمہاری مرضی، لیکن مجھے نقصان پہنچانے سے تو باز رہو۔ تم میرے دست و بازو نہیں بن سکتے تو رشتہ داری کے ناطے مجھے ایذا تو نہ پہنچاؤ اور میرے راستے کی رکاوٹ تو نہ بنو کہ میں فریضہ رسالت ادا کرسکوں۔

طبرانی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کفارِ قریش سے کہا میں تم سے اس کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا مگر یہ کہ تم اس قرابت داری کا خیال رکھو جو مجھ میں اور تم میں ہے۔ میری اس قرابت کا حق جو تم پر ہے وہ ادا کرو۔ مسندِ احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں جو دلیلیں دی ہیں اور جس ہدایت کا رستہ بتایا ہے اس پر کوئی اجر تم سے نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چاہنے لگو اور اس کی اطاعت کی وجہ سے اس کا قرب اور نزدیکی حاصل کرلو۔

ابنِ جریر میں ہے کہ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے فخر کے طور اپنی خدماتِ اسلام گنوائیں۔ اس پر ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تم سے افضل ہیں۔ جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان کی مجلس میں آئے اور فرمایا کہ اے انصار! کیا تم ذلت میں نہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے عزت بخشی۔ انہوں نے کہا کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں۔ فرمایا کہ کیا تم گمراہ نہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے ہدایت بخشی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، بیشک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم مجھے کیوں نہیں کہتے؟ انہوں نے کہا کہ کیا کہیں؟ فرمایا کیوں نہیں کہتے کہ کیا تیری قوم نے تجھے نکال نہیں دیا تھا؟ اس وقت ہم نے تجھے پناہ دی کیا انہوں نے تجھے جھٹلایا نہ تھا؟ اس وقت ہم نے تیری تصدیق کی۔ کیا انہوں نے تجھے پست کرنا نہیں چاہا تھا؟ اس وقت ہم نے تمہاری مدد کی۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

اور بھی بہت سی باتیں کیں یہاں تک کہ انصار اپنے گھٹنوں پر جھک پڑے اور انہوں نے کہا حضور! ہماری اولاد اور ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ کا ہے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کے معنی یوں بیان فرمائے ہیں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت (رشتہ داری) ہے، اس کو قائم رکھو۔ (صحیح بخاری)

سورۃ فتح: آیت نمبر ۲۸

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ
عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ

ترجمہ:

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی کتاب اور دینِ حق دے کر بھیجا۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے اور حق ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔

تشریح:

اس آیتِ طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ کبریائی اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعلیٰ مقام اور منصب عالی کا ذکر فرمایا ہے کہ انہیں منصب رسالت پر فائز کرنے والا میں ہوں؛ میں نے ہی نبی کریم کو کتابِ ہدایت عطا فرمائی ہے۔ جس کے مقدر میں اس ظلمت کدہ کو منور کرنا ہے۔ میں نے اس کو ایسا جامع نظامِ حیات اور شریعت دے کر مبعوث فرمایا ہے جو بے حال انسانیت کے لیے پیغامِ بہار ہے۔ جس کو میں نے اس اعلیٰ منصب پر فائز کیا ہے، کوئی طاقت اس کو اس شرف سے محروم نہیں کرسکتی۔ چاہے ساری دنیا انکار کردے مگر اس کی عظمت کا ماہِ تمام چمکتا ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اس دین کو تمام مروجہ ادیان، مذاہب اور نظام ہائے حیات پر غلبہ بخشے گا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ عہدِ رسالت میں ہی اسلام کا پرچم مکہ پر لہرانے لگا جو کفر و شرک کا گڑھ تھا۔ خلافتِ راشدہ میں ایشیا اور افریقہ کے برِّ اعظموں میں اس کی عظمت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شرق و غرب میں کلمہ توحید کی صدائیں گونجنے لگیں۔ غالب آنے کا مطلب یہ ہے کہ یا لوگ اس کو قبول کرلیں گے یا اس کی برتری کو تسلیم کرلیں گے۔ مسلمانوں کے

دورِ انحطاط میں بھی نظر وفکر کے میدانوں میں اسلام کا پرچم لہراتا رہا۔

آخر میں فرمایا کہ میں اپنے رسول کی رسالت کا بھی گواہ ہوں اور اس حقیقت کا بھی گواہ ہوں کہ وہ کتابِ ہدایت اور دینِ رحمت لے کر لایا ہے اور اس بات کا بھی ضامن ہوں کہ یہ دین سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ اور میری گواہی کے بعد ان سچائیوں کو ثابت کرنے کے لیے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔

آیت نمبر۲۹:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ:

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل۔ اے دیکھنے والے تو ان کو دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ کثرتِ سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں ان کے یہی اوصاف تورات میں ہیں اور یہی انجیل میں۔ وہ گویا ایک کھیتی ہیں جس نے پہلے زمین سے اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تا کہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

تشریح:

اس آیت میں پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں پھر آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی صفت بیان ہورہی ہے جیسے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''مومنوں کے سامنے نرم کفار کے مقابلہ میں سخت'' (المائدہ:54)

ہر مومن کی یہی شان ہونی چاہیئے کہ وہ مومنوں سے خوش خلق اور متواضع رہے اور کفار پر سختی کرنے والا اور کفر سے ناخوش رہے۔ قرآنِ مجید میں ایک اور جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''ایمان والو! اپنے پاس کے کافروں سے جہاد کرو اور چاہیئے وہ تم میں سختی محسوس کریں'' (التوبہ آیت:23)

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں مومن، مومن کے لیے مثل دیوار کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا اور مضبوط بناتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے ملا کر بتائیں۔ پھر ان کا ایک اور وصف بیان فرمایا کہ نیکیاں بکثرت کرتے ہیں، خصوصاً نماز جو تمام نیکیوں سے افضل واعلیٰ ہے پھر ان کی نیکیوں میں چار چاند لگانے والی چیز کا بیان یعنی ان کے خلوص اور رضائے الٰہی کا یہ عالم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے متلاشی ہیں۔ یہ اپنے اعمال کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں، جو جنت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں ملے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی بھی عطا فرمائے گا جو بہت بڑی چیز ہے۔ جیسے فرمایا:

ترجمہ: ''اللہ کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے''۔ (ورضوان من اللہ اکبر التوبہ: آیت 72)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چہروں پر سجدوں کے علامت ظاہر ہونے سے مراد اچھے اخلاق ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا نہ کہو، ان کی بے ادبی اور گستاخی نہ کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے تین پاؤ اناج بلکہ ڈیڑھ پاؤ اناج کے اجر کو بھی نہیں پاسکتا۔ (صحیح مسلم)

سورۃ الحجرات: آیت نمبر۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ:

مومنو! کسی بات کے جواب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سنتا ہے جانتا ہے۔

CS CamScanner

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مخاطب کر کے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کے آداب سکھاتا ہے کہ تمہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توقیر واحترام اور ان کی عزت کا خیال کرنا چاہیئے اور تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے رہنا چاہیئے ۔ اتباع اور تابعداری کی عادت ڈالنی چاہیئے ۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو دریافت فرمایا کہ کس چیز کے ساتھ حکم کرو گے؟ جواب دیا کتاب اللہ کے ساتھ۔ فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ؟ جواب دیا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ۔ فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ؟ جواب دیا کہ اجتہاد کروں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قاصد کو ایسی توفیق دی جس سے اللہ تعالیٰ کا رسول خوش ہو۔

آیت نمبر۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝

ترجمہ:

اے اہلِ ایمان اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ادب سکھایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کریں۔ روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابی بن مُلکیہ سے مروی ہے کہ قریب تھا کہ وہ بہترین ہستیاں ہلاک ہو جائیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ان دونوں کی آوازیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے بلند ہو گئیں جبکہ بنو تمیم کا وفد حاضر ہوا تھا ایک تو اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنانے کا کہتے تھے جو بنی مجاشع میں سے تھے اور دوسرے، دوسرے شخص کی بابت کہتے

تھے۔ اس پر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم تو میرا اخلاف ہی کیا کرتے ہو۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں نہیں آپ یہ خیال بھی نہ فرمایئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے قعقاع بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وفد کا امیر بنایئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نہیں بلکہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، اس اختلاف میں کچھ آوازیں بلند ہو گئیں جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! قسم اللہ تعالیٰ کی اب میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس طرح باتیں کروں گا جس طرح کوئی سرگوشی کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس میں نظر نہ آئے اس پر ایک شخص نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میں اس کی بابت آپ کو بتلاؤں گا۔ چنانچہ وہ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر آئے۔ دیکھا کہ وہ سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے۔ جواب ملا برا حال ہے، میں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بلند کیا کرتا تھا، میرے اعمال برباد ہو گئے اور میں جہنمی بن گیا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئے اور سارا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہہ سنایا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ایک زبردست بشارت لے کر دوبارہ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے جا کر کہو کہ تو جہنمی نہیں جنتی ہے۔

اس آیتِ مبارکہ اور احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے بے ادب لوگ اپنے ایمان کی فکر کریں کیونکہ جلیل القدر صحابہ کرام صرف اونچا بولنے کی وجہ سے پریشان تھے۔

آیت نمبر۳

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۝

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے دبی آواز میں بولنے والوں کے صلہ کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے آوازیں بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شخصوں کی کچھ بلند آوازیں مسجدِ نبوی مین سن کر وہاں آ کر ان سے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ تم کہاں ہو؟ پھر ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ طائف کے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مدینے کے ہوتے تو میں تمہیں پوری سزا دیتا۔

علماء کرام کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کے پاس بھی بلند آواز سے بولنا مکروہ ہے۔ جیسے کہ آپ کی حیات میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے بولنا منع تھا اس لیے کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی زندگی میں قابلِ احترام وعزت تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی قبر مبارک میں بھی باعزت اور قابلِ احترام ہی ہیں۔ جس طرح تمام لوگ ایک دوسرے سے باآواز بلند باتیں کرتے ہیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تسکین ووقار، عزت وادب، حرمت وعظمت سے باتیں کرنا چاہییں۔ جیسے ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: ''اے مسلمانو! رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو''۔ (النور: ٦٣)

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے تمہیں اس لیے بلند آوازی سے روکا ہے کہ ایسا نہ ہو کسی وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناراض ہو جائیں اور آپ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے اور تمہارے کل اعمال ضبط کر لے اور تمہیں اسکا پتہ بھی نہ چلے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کوئی کلمہ ایسا کہہ گزرتا ہے کہ اس کے نزدیک تو اس کلمہ کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی لیکن خدا کو وہ اتنا پسند آ جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ جاتا ہے کہ اس کے نزدیک اس کی تو کوئی وقعت نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اس ایک کلمہ کی وجہ سے اسے جہنم کے اس قدر نیچے کے طبقے میں پہنچا دیتا ہے کہ جس کا گڑھا آسمان و زمین سے زیادہ گہرا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آواز پست کرنے کی رغبت دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خاص کر لیا ہے، اہلِ تقویٰ یہی لوگ ہیں۔ یہ مغفرتِ خدا کے مستحق اور اجرِ عظیم کے لائق ہیں۔

آیت نمبر ۴-۵:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝

ترجمہ:

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کیے رہتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تربیت کرتا ہے جو عرب دستور کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکانوں کے پیچھے سے آوازیں دے کر پکارتے تھے۔ تو فرمایا کہ ایسا کرنے والوں میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ پھر اس کی بابت ادب سکھاتے ہوئے فرماتا ہے کہ انہیں چاہیئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انتظار میں ٹھہر جاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکان سے باہر نکلتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جو کہنا ہوتا، کہتے۔ نہ کہ آوازیں دے کر باہر سے پکارتے۔ دین اور دنیا کی بہتری اور مصلحت اسی میں تھی۔

پھر گویا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ایسے لوگوں کو توبہ واستغفار کرنا چاہیئے کیونکہ خدا بخشنے والا، مہربان ہے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ عرب جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو، اگر وہ سچا نبی ہے تو سب سے زیادہ اس سے سعادت حاصل کرنے کے مستحق ہم ہیں اور اگر وہ بادشاہ ہے تو ہم اس کے پروں تلے پل جائیں گے، میں نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا پھر وہ لوگ آئے اور حجرے کے پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو پکارنے لگے، اس پر یہ آیت اتری۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری بات سچی کر دی، اللہ تعالیٰ نے تیری بات سچی کر دی۔

سورۃ الحشر: آیت نمبر۲۲:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝

ترجمہ:

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ وہ بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا ہے۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات بیان کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی پالنے اور پرورش کرنے والا ہے اور نہ اس کے سوا کسی کی ایسی نشانیاں ہیں کہ اس کی اس قسم کی کوئی عبادت کرے، اس کے سوا جن کی لوگ پرستش اور پوجا کرتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے۔ وہ ہر چیز کے متعلق جانتا ہے، خواہ وہ چھپی ہوئی ہو یا ظاہر ۔ اللہ تعالیٰ ذہنوں میں ابھرنے والے خیالات اور دلوں کے بھیدوں سے بھی خوب واقف ہے۔ وہ ہر وقت، ہر کسی پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ کوئی کام چاہے کتنا بھی چھپ کر کیا جائے، اس ذاتِ باری تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم بھی ہے، وہ کسی کے بھید دوسروں پر ظاہر نہیں کرتا۔ وہ تمام کائنات کا علم رکھنے والا ہے، جو چیزیں ہم پر ظاہر ہیں اور جو چیزیں ہم پر پوشیدہ ہیں سب اس پر عیاں ہیں، خواہ آسمان میں ہوں خواہ زمین میں ہوں، خواہ چھوٹی ہوں خواہ بڑی ہوں، یہاں تک کہ آندھیوں کے ذرّے بھی اس پر عیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہونے کے اور اپنے بندوں کے تمام بھید جاننے کے باوجود انہیں کسی پر عیاں نہیں کرتا وہ اتنی بڑی وسیع رحمت والا ہے کہ اس کی رحمت تمام مخلوق پر شامل ہے، وہ دنیا اور آخرت میں رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ ہے کہ:

ترجمہ: ''میری رحمت نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے''۔ (اعراف: آیت 156)

ایک اور جگہ فرمان ہے۔

ترجمہ: ''تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت فرمانا لازم کر لیا ہے''۔ (انعام: آیت 54)

اور فرمان ہے۔

ترجمہ: ''کہہ دو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے ساتھ ہی خوش ہو جانا چاہیئے، تمہاری جمع کردہ چیز سے بہتر یہی ہے''۔ (یونس: آیت 58)

آیت نمبر۲۳:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝

ترجمہ:

وہی اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بادشاہِ حقیقی ہر عیب سے پاک سلامتی دینے والا امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا۔ اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مختلف صفاتی نام بیان کیے ہیں اور اس مالک رب معبود کے سوا اور کوئی ان اوصاف والا نہیں، تمام چیزوں کا تنہا وہی مالک و مختار ہے، سب پر قبضہ اور تصرف رکھنے والا بھی وہی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کی مدافعت یا مزاحمت کر سکے یا اسے ممانعت کر سکے، وہ قدوس ہے یعنی طاہر ہے، مبارک ہے، ذاتی اور صفاتی نقصانات سے پاک ہے، تمام بلند مرتبہ فرشتے اور سب کی سب اعلیٰ مخلوق اس کی تسبیح و تقدیس میں علی الدوام مشغول ہے۔ کل عیبوں اور نقصانوں سے منزہ اور مبراء ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، اپنے افعال میں بھی اس کی ذات ہر طرح کے نقصانات سے پاک ہے، وہ مومن ہے یعنی تمام مخلوق کو اس نے اس بات سے بے خوف رکھا ہے کہ ان پر کسی قسم کا کسی وقت اپنی طرف سے ظلم ہو، اس نے یہ فرما کر کہ وہ حق ہے؛ سب کو امن دے رکھا ہے۔ اپنے ایمان دار بندوں کے ایمان کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ مہیمن ہے یعنی اپنی تمام مخلوق کے اعمال کا ہر وقت یکساں طور پر شاہد ہے اور نگہبان ہے۔ مہیمن کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام مخلوقات کا نگہبان ہے اور سب کی حفاظت کرنے والا وہی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس نے تمام مخلوقات کی ضروریات اور حاجات پوری کرنے کا ذمہ لیا ہے ، تیسرا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر ذی روح کو دیکھ رہا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے؟ مہیمن سے مجموعی طور پر یہ بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کی نگرانی، نگہبانی اور حفاظت کر رہا ہے اور کائنات کے تمام جانداروں کی ضروریات کی فراہمی کا ذمہ اس نے لے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑی طاقت ہے اور وہ ایسی زبردست ہستی ہے کہ جس کے مقابلہ میں کوئی سر نہیں اٹھا سکتا اور اس کے فیصلوں کی مزاحمت کرنا کسی کے بس میں نہیں۔ وہ عظیم الشان طاقت اور قدرت رکھنے والا ہے، کوئی اس کے سامنے کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ جو چاہتا ہے، وہی کرتا ہے۔ اس

CS CamScanner

کے ارادے سے اس کو کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ وہی سب سے بڑا ہے، باقی سب اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔

آیت نمبر ۲۴

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ:

وہی اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا خالق۔ ایجاد واختراع کرنے والا صورتیں بنانے والا اس کے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنی شان وعظمت اور کبریائی کے بارے میں بتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہی ہے جو اس کائنات کی ہر چیز کو وجود میں لاتا ہے۔ ان میں انسان وحیوان کے علاوہ نباتات وجمادات شامل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہی قدرتِ کاملہ ہے کہ وہ اپنے ایک ہی حکم سے ہر چیز کو پیدا فرما دیتا ہے۔ اس نے ہر چیز کو بہترین صورت عطا کی ہے اور بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔ اس کائنات کی کوئی بھی چیز فالتو اور فضول نہیں ہے۔ نیز کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور پاکی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ اس عمل میں صرف جاندار ہی شامل نہیں بلکہ نباتات وجمادات بھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور بڑائی بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بہت سے صفاتی نام ہیں جن میں سے درج ذیل ننانوے نام زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو انہیں شمار کر کے یاد رکھے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ وہ نام یہ ہیں۔

اَلرَّحْمٰنُ ، اَلرَّحِيْمُ ،اَلْمَلِكُ ، اَلْقُدُّوسُ ، اَلسَّلَام، اَلْمُؤْمِن، اَلْمُهَيمِن، اَلْعَزِيز، اَلْجَبَّار، اَلْمُتَكَبِّر، اَلْخَالِق، اَلْبَارِئ، اَلْمُصَوِّر ،اَلْغَفَّار، اَلْقَهَّار، اَلْوَهَّاب، اَلرَّزَّاق، اَلْفَتَّاح، اَلْعَلِيم، اَلْقَابِض، اَلْبَاسِط، اَلْخَافِض، اَلرَّافِع، اَلْمُعِزّ، اَلْمُذِلّ ،اَلسَّمِيع، اَلْبَصِير ،اَلْحَكَم ،اَلْعَدل، اَللَّطِيف ،اَلْخَبِير، اَلْحَلِيم، اَلْعَظِيم، اَلْغَفُور، اَلشَّكُور، اَلْعَلِيّ،

اَلْكَبِير، اَلْحَفِيظ، اَلْمُقِيت، اَلْحَسِيب، اَلْجَلِيل، اَلْكَرِيم، اَلرَّقِيب، اَلْمُجِيب، اَلْوَاسِع، اَلْحَكِيم، اَلْوَدُود، اَلْمَجِيد، اَلْبَاعِث، اَلشَّهِيد ،اَلْحَقّ، اَلْوَكِيل، اَلْقَوِيّ ، اَلْمَتِين، اَلْوَلِيّ، اَلْحَمِيد، اَلْمُحْصِي، اَلْمُبْدِئ، اَلْمُعِيد، اَلْمُحْيِي، اَلْمُمِيت، اَلْحَيّ ، اَلْقَيُّوم، اَلْوَاجِد ،اَلْمَاجِد، اَلْوَاحِد، اَلصَّمَد ،اَلْقَادِر، اَلْمُقْتَدِر، اَلْمُقَدِّم، اَلْمُؤَخِّر، اَلْأَوَّل ،اَلْآخِر، اَلظَّاهِر ،اَلْبَاطِن، اَلْوَالِي، اَلْمُتَعَالِ ، اَلْبَرّ ،اَلتَّوَّاب ،اَلْمُنْتَقِم ،اَلْعَفُوّ، اَلرَّؤُوف، مَالِكُ الْمُلْك، ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَام، اَلْمُقْسِط ،اَلْجَامِع، اَلْغَنِيّ ، اَلْمُغْنِي، اَلْمَانِع ،اَلضَّارّ، اَلنَّافِع، اَلنُّور، اَلْهَادِي، اَلْبَدِيع، اَلْبَاقِي، اَلْوَارِث، اَلرَّشِيد ، اَلصَّبُور. (مشکوٰۃ)

سورۃ التغابن: آیت نمبر ۱ اور ۲:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ترجمہ:

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ اسی کی سچی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ حمد وثناء کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، ہر چیز پر اس کی حکومت ہے اور ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے میں وہ لائق تعریف ہے، وہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے پورا کرنے کی طاقت وقدرت رکھتا ہے۔ کوئی چیز نہ اسے کام کرنے سے روک سکتی ہے اور نہ مزاحمت کر سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ وہی تمام مخلوقات کا خالق ہے۔ پھر بھی بعض انسان کافر ہوئے اور بعض مومن۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ مستحقِ ہدایت کون ہے اور مستحقِ ضلالت کون۔ وہ اپنے بندوں کے اعمال پر شاہد ہے اور ہر ہر عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

آیت نمبر۳ اور ۴:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝

ترجمہ:

اسی نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا اور اسی نے تمھاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی اچھی بنائیں اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔O جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب جانتا ہے۔اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو کھلم کھلا کرتے ہو اس سے بھی آگاہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ دلوں کے بھیدوں تک سے واقف ہےO

تشریح:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور انسانوں کی پیدائش کے متعلق بیان کیا ہے۔اسی نے عدل وحکمت کے ساتھ آسمان وزمین کی پیدائش کی ہے۔اسی نے تمہیں پاکیزہ اور خوبصورت شکلیں دے رکھی ہیں۔جیسا کہ ایک اور جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اے انسان!تمہیں کس چیز نے تیرے رب کریم سے غافل کر دیا،اسی نے تجھے پیدا کیا پھر درست کیا پھر ٹھیک ٹھاک کیا اور جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا''۔ (الانفطار: ٦ تا ٧)

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرارگاہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہیں بہترین صورتیں دیں اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو عنایت فرمائیں،آخر سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے،آسمان وزمین اور ہر نفس اور کل کائنات کا علم اسے حاصل ہے یہاں تک کہ دل کے ارادوں اور پوشیدہ باتوں سے بھی وہ خوب واقف ہے۔ (المؤمن: ٦۴)

سورۃ الکوثر: آیت نمبر ا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۝

ترجمہ:

اے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کوثر یعنی بہت زیادہ بھلائی عطا فرمائی ہے۔

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان وعظمت بیان کرتے ہیں اور اس خاص انعام واکرام کا تذکرہ کرتے ہیں جس سے کسی اور نبی کو نہ نوازا گیا۔فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم!ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کوثر عطا فرمایا۔

کوثر کثرت سے ہے۔اس کے متعدد معنی بیان کیے گئے ہیں۔ابنِ کثیر نے ''خیرِ کثیر'' کے مفہوم کو ترجیح دی ہے کیوں کہ اس میں ایسا عموم ہے کہ جس میں دوسرے معانی بھی آجاتے ہیں۔مثلاً صحیح احادیث میں بتلایا گیا ہے کہ اس سے ایک نہر مراد ہے جو جنت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا کی جائے گی۔اس طرح بعض احادیث میں اس کا مصداق حوض بتایا گیا ہے،جس سے اہلِ ایمان جنت میں جانے سے قبل پانی پئیں گے۔اس حوض میں بھی پانی اسی جنت والی نہر سے آرہا ہوگا۔اسی طرح دنیا کی فتوحات اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارفع واعلیٰ مقام،ذکر اور آخرت کا اجر وثواب،سب ہی چیزیں '' خیرِ کثیر'' میں آجاتی ہیں۔

آیت نمبر ۲:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۝

ترجمہ:

تو اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔

تشریح:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے نبی!ہم نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ''کوثر'' کے انعام واکرام سے نوازا ہے تو اس کے بدلے میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے پروردگار کے حضور نماز اور قربانی ادا کرو۔یعنی نماز بھی صرف ایک اللہ کے لیے ہے اور قربانی بھی صرف ایک اللہ کے نام پر۔اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کے آگے جھکنا اور نہ نیاز مانگنا۔

"نحر" کے اصل معنی ہیں اونٹ کے حلق میں نیزہ یا چھری مار کر اسے ذبح کرنا۔ دوسرے جانوروں کو زمین پر لٹا کر ان کے گلوں پر چھری پھیری جاتی ہے اسے ذبح کرنا کہتے ہیں۔ لیکن یہاں نحر سے مراد مطلق قربانی ہے، علاوہ ازیں اس میں بطور صدقہ و خیرات جانور قربان کرنا، حج کے موقع پر منیٰ میں اور عیدالاضحیٰ کے موقعے پر قربانی کرنا، سب شامل ہیں۔

آیت نمبر ۳

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

ترجمہ:

کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن بے نام رہے گا۔

تشریح:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں کے طنز اور تلخ جملوں کا جواب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دشمن بے نسل ہوگا یعنی اس کی نسل آگے نہیں بڑھے گی اور وہ بے نام ونشان رہے گا۔

ابتر ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کی نسل کا خاتمہ ہو جائے یا اس کا کوئی نام لیوا باقی نہ رہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولاد نرینہ نہ رہی تو بعض کفار نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ابتر کہا، جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تسلی دی کہ ابتر تو نہیں، تیرے دشمن ہی ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسل کو باقی رکھا گو کہ اس کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی کی طرف سے ہی ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولاد معنوی ہی ہے، جس کی کثرت پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قیامت والے دن فخر کریں گے، علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر پوری دنیا میں نہایت عزت واحترام سے کیا جاتا ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بغض وعناد رکھنے والے صرف صفحات تاریخ پر ہی موجود رہ گئے ہیں لیکن کسی دل میں ان کا احترام نہیں اور کسی زبان پر ان کا ذکر نہیں۔

مشق

سوال نمبر1۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

الف۔ بعث بعد الموت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

ب۔ نیکوکاروں کے لیے کیا بدلہ ہے؟ قرآنی آیت کی روشنی میں بیان کریں۔

ج۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہدایت کی کتاب اور دینِ حق دے کر مبعوث کیا۔ وضاحت کریں۔

د۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کے آداب کے بارے میں کیا نصیحت کی ہے۔ قرآن مجید کی روشنی میں بیان کریں۔

سوال نمبر2۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف۔ عالم الغیب سے کیا مراد ہے؟

ب۔ آداب نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق کوئی آیت بمعہ ترجمہ لکھیں۔

ج۔ کوئی سے دس اسماء الحسنیٰ تحریر کریں۔

د۔ کوثر سے کیا مراد ہے؟

ہ۔ مومنین آپس میں کس طرح کا رویہ رکھتے ہیں؟

و۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پہلے بولنے والوں کا کیا انجام ہوگا؟

ز۔ "ابتر" کسے کہتے ہیں؟

سرگرمی

معلم/معلمہ، طلباء/طالبات کے درمیان قرآن خوانی (قرأت) کا مقابلہ کروائے۔